صدر الافاضل بحیثیت مفسر

صدر الافاضل فخر الاماثل
مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
کی تفسیری خدمات کا ایک تحقیقی جائزہ

حسبِ ارشاد و سرپرستی

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی
﴿ اُستاذ الحدیث و ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی ﴾

مؤلف: کنور سلطان احمد

مولف کنور سلطان احمد کا مختصر تعارف

☆......تاریخ پیدائش: 25 مارچ 1963ء

☆......تعلیمی قابلیت: ☆ایم۔اے اسلامیات

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور (سلور میڈلسٹ، 1984-1986)

☆ایم۔اے انگلش (1988)

☆ایم فل۔علوم اسلامیہ (گولڈ میڈلسٹ، 2004-2006)

☆ میٹرک: گورنمنٹ ہائی اسکول لودھراں ضلع ملتان۔1979ء

☆ایف اے، بی اے: گورنمنٹ ایس۔ای کالج بہاولپور

☆......جائے پیدائش: چک نمبر 135 10-R، تحصیل جہانیاں، ضلع خانیوال، پنجاب

☆......مقالات ومضامین:

(1) امام محمد بن حسن شیبانی بحیثیت فقیہ (مقالہ ایم اے۔اسلامیات)

(2) امام اعظم ابوحنیفہ بحیثیت محدث اعظم (مقالہ ایم فل)

(3) تفسیر ضیاء القرآن کے ادبی وفنی محاسن (مطبوعہ لاہور)

(4) خزائن العرفان کے ادبی محاسن (غیر مطبوعہ)

(5) علامہ محمد علی صابونی بحیثیت مفسر قرآن (مطبوعہ زکریا یونیورسٹی۔ملتان)

(6) حضور اکرم ﷺ کے نسب پاک پر مستشرقین کے اعتراضات کا ازالہ (ضیاء النبی کی روشنی میں)

(7) امام زین العابدین (کشف المحجوب کی روشنی میں) (مطبوعہ تعارفِ اولیاء لاہور)

(8) خواجہ نظام الدین اولیاء کا اسلوبِ تبلیغ (فوائد الفواد کی روشنی میں)

مطبوعہ تعارفِ اولیاء لاہور

(9) علامہ سید احمد سعید کاظمی کا منہجِ تفسیر

صدرالافاضل بحیثیت مفسر

صدرالافاضل فخرالاماثل
مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
کی تفسیری خدمات کا ایک تحقیقی جائزہ

حسبِ ارشاد و سرپرستی

حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری
(اُستاذ الحدیث و ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ، کراچی)

از رشحات قلم

کنور سلطان احمد
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج ملتان

ناشر
مکتبہ نعیمیہ (دارالعلوم نعیمیہ) بلاک ۱۵، فیڈرل بی ایریا کراچی

نام کتاب	......	صدر الافاضل بحیثیت مفسر
زیر سرپرستی	......	حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری
مؤلف	......	کنور سلطان احمد
ناشر و تقسیم کار	......	مکتبہ نعیمیہ (دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، کراچی)
مطبع	......	الناصر ریسرچ اکیڈمی اینڈ میڈیا سروسز، کراچی 0300-2080345 - mnkchishti@gmail.com
اشاعت اوّل	......	شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ/ جون ۲۰۱۴ء
صفحات	......	۴۸
ہدیہ	......	۶۰/- روپے

حسن ترتیب

کلماتِ تبرکات

حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی

(مفتی دارالعلوم نعیمیہ، کراچی، اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ، کراچی)

عزیزی سلطان احمد (اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج، ملتان شریف) کا مضمون جو برصغیر پاک وہند کی ایک عظیم المرتبت شخصیت کے بارے میں ہے، میرے زیرِ نظر ہے۔

مضمون نگار نے صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی زندگی کے بارے میں جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، وہ خالص علمی ہے اور اربابِ علم اس موضوع پر کماحقہٗ مستفیض ہوں، فی زمانہ لوگ ''یک فنی'' ہوتے ہیں یعنی مدرس ہیں تو مصنف نہیں، مصنف ہیں تو مدرس نہیں، موجودہ حالات میں، مَیں اپنے تاثر کا اس طرح اظہار کروں کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں ایک (Subject Specialization) سبجیکٹ اسپلائزیشن کرتے ہیں اور وہ اس سبجیکٹ کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ ماضی کی طرح نہیں کہ ایک شخصیت ہمہ صفت موصوف ہوتی تھی۔

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی صاحب انہیں شخصیات میں تھے۔ فاضل مضمون نگار نے ان کی شخصیت کے ایک علمی پہلو ''مفسر'' پر قلم اٹھایا ہے اور اربابِ علم کو دعوتِ فکر دی ہے کہ اس سے استفادہ کر کے اپنے بزرگوں کو خراجِ عقیدت پیش کریں۔

دعا کرتا ہوں کہ پرودگارِ عالم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل مؤلف موصوف کی اس سعی کو مشکور فرمائے اور انھیں اس کاوش پر اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی بحیثیت مفسر

صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی ایک عہد ساز شخصیت ہیں۔ موجودہ دور میں کئی جلیل القدر شخصیات نے دین وملت کی خدمت کی ہے اور متعدد قد آور شخصیات کے تذکروں سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں، جہاں آپ کی علمی خدمات مسلمہ ہیں، وہاں سیاسی اور ملی حوالے سے بھی خدمات ناقابل فراموش اور انتہائی قابل قدر ہیں لیکن آئندہ سطور میں صرف آپ کی تفسیری خدمات ناقابل فراموش اور انتہائی قابل قدر ہیں لیکن آئندہ سطور میں صرف آپ کی تفسیری خدمات کے حوالے سے گفتگو کی جائے گی۔ اس حوالے سے آپ کا مختصر تعارف بھی کرایا جارہا ہے۔

مرادآباد۔۔۔ پس منظر:

ہندی دارالحکومت دہلی سے سو میل دور مشرق میں رام گنگا کے کنارے آباد مغرب سے مشرق جانے والوں کی گزرگاہ، خانقاہوں، درس گاہوں اور برصغیر کے ممتاز خانوادوں کا وطن، شیر شاہ سوری کی تاریخی جرنیلی سڑک پر واقع باؤلیوں، حویلیوں، باغی، سراؤں اور تہذیبوں کا شہر، شہنشاہِ تغزل جگر کا دیس، روہیلوں کا گڑھ، ایک طرف پانچ ہزار سال قدیم تہذیب کا علاقہ سنبھل، دوسری جانب علم ودانش کا مرکز امروہہ، صوفیائے کرام اور اولیائے کرام کی بارگاہ، شہر آرزو، شہر سخنوراں، نامیوں اور ناموروں کی سرزمین، شعلہ رخوں اور آتش بیانوں کا شہر، نام مرادآباد ہے۔

شاہ جہاں بادشاہ کے بیٹے مراد کے نام پر رستم خاں جرنیل نے اس کا نام مرادآباد رکھا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے ہراول دستے اسی دیارِ غیرت منداں سے کوچ کرتے تھے۔ شہیدوں کے لہو کے امانت دار تاریخی محلے کٹار شہید اسی شہر کے ماتھے کے جھومر ہیں۔ زمیں ایسی کہ سونا اگلے، موسم ایسے شریر کہ جسموں کو گدگدائیں، تہوار ایسے دلکش کہ رنگوں کی

دھنک پھیل جائے، گلی گلی ایک ہنر، گھر گھر ایک فنکار۔(1)

اسی شہر بے مثال میں ماضی قریب میں ایک نابغۂ روزگار ہستی نے جنم لیا یعنی مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، آپ کے آباء واجداد اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں مشہد (ایران) سے آئے، بادشاہ نے ان کے علم وفضل کی قدر افزائی کی، مسند پر بٹھایا اور جاگیر بھی عطا کی اور پھر یہ خاندان یہیں قیام پزیر ہوگیا۔

ولادت وابتدائی حالات:

سید محمد نعیم الدین مراد آباد میں 1300ھ/1883ء میں پیدا ہوئے۔(2)

تاریخی نام "غلام مصطفیٰ" رکھا گیا مگر سید محمد نعیم الدین کے نام سے معروف ہوئے۔حافظہ کا یہ عالم تھا کہ صرف آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا، ذہانت کی یہ نیرنگیاں کہ مولانا شاہ فضل احمد امروہوی سے "مُلا حسن" تک درسِ نظامی کی کتابیں پڑھیں۔عربی میں کمال اور طب میں مہارت حاصل کی۔مولانا شاہ محمد گل سے فلسفہ منطق، اقلیدس اور حدیث وتفسیر کی تعلیم حاصل کی، انہی سے سند لی، پھر بیعت کرلی۔زندگی کی انیسویں بہار میں یہ گل نوبہار ایسا مہکا کہ اس کی خوشبو سے فضائیں معطر ہوگئیں۔بیسویں برس میں "الکلمۃ العلیا" لکھ کر باکمالوں سے داد وتحسین حاصل کی۔ذہانت کی شہرت دور دور پھیلنے لگی۔اہل کمال ان کے گرد جمع ہونے لگے۔(3)

درس وتدریس:

علوم دینیہ کی تدریس میں آپ یکتائے روزگار تھے، حدیث شریف پڑھاتے یوں محسوس ہوتا کہ اپنے دور کے ابنِ حجر اور ابنِ ہمام یہی ہیں، معقولات کا درس ہوتا تو امام رازی اور مولانا فضل حق خیرآبادی کا پرتو معلوم ہوتے، فقہی مسائل حل کرتے تو امام ابوحنیفہؒ کے تلمیذ دکھائی دیتے، علم ہیئات میں کامل دسترس رکھتے تھے، آپ کے تیار کرائے ہوئے فلکی کرّے دیکھ کر ماہرینِ ریاضی آپ کی اس فنی جلالتِ علمی کو ماننے پر مجبور ہوجاتے۔(4)

پروفیسر اشتیاق طالب لکھتے ہیں:

''اس دربارِ علم وفضل میں خاص وعام کی تفریق نہ تھی، اپنے بیگانے کا امتیاز نہ تھا نہ طرہ ودستار کا رعب تھا اور نہ جاہ ومنصب کا، رعب تھا تو نکتہ رسی کا۔ اس کا دربار تشنگانِ علم کا سرچشمہ، عالموں اور باکمالوں کا مرکز، علم کی روشنی سے اس کا چہرہ سورج کی طرح تابناک مگر عجز وانکسار کا مجسمہ تھا۔ لہجے میں وہ نرمی جیسے خوشبو کی پھوار، اندازِ استدلال ایسا کہ دشمن کو بھی داد پر مجبور کردے۔ ذہانت وہ کہ فلسفی ومنطقی حیرت سے منہ تکیں''۔(5)

مزید لکھتے ہیں: ''آپ کے درس وتدریس کو خراجِ تحسین کے طور پر علماء نے ''صدرالافاضل'' اور ''استاذ العلماء'' کے القاب سے ملقب کیا''۔(6)

مناظرانہ مہارت:

آپ کو مناظرہ میں بے پناہ مہارت اور زبردست کمال حاصل تھا۔ بڑے سے بڑے مناظر کو چند جملوں میں لاجواب کردینا آپ کے لیے معمولی سی بات تھی۔ عیسائی، آریہ، روافض، خوارج، قادیانی وغیرہم سے بارہا مناظرے کا اتفاق ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر میدان میں غلبہ پایا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو حضرت صدرالافاضل قدس سرہ پر اس قدر اعتماد تھا کہ جہاں کہیں مناظرہ ہوتا، حضرت صدرالافاضل کو بھیجتے۔(7)

الغرض جس وقت، جس جگہ مخالف نے دعوتِ مبارزت دی، حضرت صدرالافاضل فوراً تشریف لے گئے۔ مدِ مقابل اوّل تو سامنے آنے کی جرأت ہی نہ کرسکا اور اگر سامنے آیا بھی تو اسے جلد ہی اُسے ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا''۔(8)

مدرسہ کا قیام

1328ھ میں سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے مرادآباد میں مدرسہ انجمن اہل سنت وجماعت کی بنیاد رکھی۔ جس میں معقول ومنقول (حدیث وفقہ) کی تعلم کا اعلیٰ پیمانے پر انتظام کیا گیا، 1352ھ میں حضرت صدرالافاضل کی نسبت سے اس کا نام ''جامعہ نعیمیہ'' رکھا گیا۔ حضرت صدرالافاضل اس مدرسہ میں حدیث شریف کے علاوہ دیگر درسی کتب کا

بھی درس دیتے تھے۔ جلد ہی یہ مدرسہ پورے برصغیر میں عظیم الشان دینی یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کرگیا، جہاں سے متحدہ ہندوستان (پاک وہند) کے علاوہ غیر ممالک کے اہل علم بھی فیضیاب ہوئے۔ آج برصغیر پاک وہند کے اکثر مدارس وہ ہیں جہاں بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ کے فیض یافتہ حضرات گراں قدر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔(9) بلکہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کے فاضل مقالہ نگار نے یوں اظہار خیال کیا ہے:

> ''اس مکتبِ فکر (بریلوی) کا دوسرا اہم فکری و تعلیمی مرکز مرادآباد ہے۔ اس مکتب فکر کے ممتاز علماء کی اکثریت اسی درسگاہ کی فارغ التحصیل نظر آتی ہے''۔(10)

سیاسی خدمات:

صدرالافاضل، فاضل بریلوی کے راز دار اور رمز شناس تھے، آپ نے اُن کے مشن کو بڑی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھایا اور مسلمانانِ ہند کی سیاسی اور مذہبی امور میں رہنمائی فرمائی۔ 1919ء / 1338ھ اور 1920ء / 1339ھ میں تحریک خلافت اور تحریک ترکِ موالات کے جذباتی دور میں آپ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں تک اسلام کے سچے پیغام کو پہنچایا اور جمعیۃ العلماء ہند کو ہندو مسلم اتحاد کے خطرات سے آگاہ کر کے مسلمانوں کو ان کی ملی ذمہ داریوں کو یاد دلایا کے اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے سے روکا۔(11) گوکل تحریک چلائی گئی تو صدرالافاضل نے اس مقابلے کے لیے اعاظم و اکابر اہلسنّت کو مرادآباد میں جمع کیا، جہاں 1925ء / 1344ھ میں آل انڈیا سنی کانفرنس (الجمعیۃ العالیہ المرکزیہ) کی بنیاد رکھی گئی، جس کے ناظم اعلیٰ صدرالافاضل اور مستقل صدر امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (م 1370ھ / 1951ء) منتخب ہوئے۔(12)

1924ء اور 1925ء کے درمیان شدھی تحریک چلی تو صدرالافاضل نے بریلی میں ''جماعت رضائے مصطفٰے'' قائم کی۔ اس فتنہ ارتداد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، صدرالافاضل نے آگرہ کو ہیڈ کوارٹر بنایا اور بالآخر تبلیغی جدوجہد سے شردھانند کے اس فتنے کا خاتمہ ہوگیا۔(13)

1946ء میں آپ کی کوششوں سے بنارس (بھارت) میں آل انڈیا سنی کانفرنس

کے چار روزہ تاریخی اجلاس 27 تا 30 اپریل ہوئے، اس میں پاک و ہند کے دو ہزار علماء ومشائخ اور ساٹھ ہزار سے زائد دوسرے حاضرین شریک تھے۔ اس میں یہ قرارداد پاس ہوئی:

''آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے۔''

مطالبہ پاکستان کی حمایت میں ہندوستان کے دور دراز علاقوں کا دورہ کیا، حتیٰ کہ بنگال کے تمام بڑے بڑے اضلاع کے دورے کیے۔ (14)

تحریکِ پاکستان سے آپ کے گہرے لگاؤ کا اندازہ مولانا ابوالحسنات قادری کے نام مکتوب سے ہوتا ہے، لکھتے ہیں:

''پاکستان کی تجویز سے جمہوریتِ اسلامیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس کا دوسرا نام) کو کسی طرح دستبردار ہونا منظور نہیں، چاہے خود جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔'' (15)

صحافتی خدمات:

1918ء میں مراد آباد سے ماہنامہ ''السواد الاعظم'' جاری کیا اور اس کے ذریعہ مذہبی اور سیاسی میدانوں میں مسلمانانِ ہند کی رہنمائی فرمائی۔ 1912ء اور 1914ء کے درمیان مولانا ابوالکلام آزاد کے ''البلاغ'' اور ''الہلال'' میں بھی مستقل مضمون لکھتے رہے۔ 1931ء میں علامہ اقبال نے دوسری گول میز کانفرنس لندن میں تقسیم ہند کی تجویز پیش کی تو آپ نے اس کی پرزور تائید کی اور اس کے مخالف ہندو اخبارات ورسائل کا خوب تعاقب فرمایا۔ (16)

چند نامور تلامذہ:

معمار کی عظمت کا اندازہ عمارت دیکھ کر، بہار کی آمد کا اندازہ تختہ ہائے گل کی دلکشی دیکھ کر اور باپ کے اخلاق کا اندازہ اس کی اولاد کو دیکھ کر کیا جاسکتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر استاد کی عظمت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے تلامذہ کی ذہنی وعلمی استعداد دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔ صدر الافاضل کے تلامذہ برصغیر کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں اور مینار ہائے

نور بن کر علم و عمل اور شعور و آگہی کی ضیاء پاشیاں کر رہے ہیں، ان میں سے چند ایک کا مختصر تعارف درجِ ذیل ہے:

مفتی محمد عمر نعیمی : (بانی مدرسہ بحر العلوم مخزن عربیہ) اب اس کا نام دار العلوم نعیمیہ کراچی ہے۔

علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری: 1940ء میں قراردادِ پاکستان کی منظوری کے وقت اجلاس لاہور میں موجود تھے، 1946 میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کی، 1948 میں تحریکِ آزادی کشمیر میں حصہ لیا، 1953ء میں تحریکِ ختمِ نبوت میں سرگرمی سے حصہ لیا، جمعیت علماء پاکستان کے پہلے صدر تھے، درج ذیل تصانیف یادگار ہیں۔ تفسیر الحسنات، ترجمہ کشف المحجوب، شمیم رسالت، شرح قصیدہ بردہ شریف، اوراقِ غم، صبحِ نور، قراطیس المواعظ، فرشتۂ رحمت، اظہار الاسقام، مظہر الاسرار، التبیان، مونس الاطباء وغیرہ۔

ابوالبرکات سید احمد قادری : ناظم مرکزی مدرسہ انجمن حزب الاحناف، لاہور، آپ کے صاحبزادے علامہ محمود احمد رضوی فیوض الباری شرح بخاری کے مصنف اور ماہنامہ رضوان کے مدیر ہیں۔

ابوالخیر مفتی محمد نور اللہ نعیمی: بانی مدرسہ دار العلوم حنفیہ، بصیر پور، اوکاڑا، فتاویٰ نوریہ (۶ جلد) کے مصنف ہیں۔ ماہنامہ ''نور الحبیب'' آپ کی سرپرستی میں جاری ہوا۔

علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری: دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، آپ کی تصانیف میں یادگار یہ ہیں: تفسیر ضیاء القرآن (۵ جلد)، ضیاء النبی (۷ جلد)، سنت خیر الانام، مقالات (۲ جلد) پیر صاحب نے وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس کے طور پر فرائض سرانجام دیے۔ چیئرمین رویت ہلال کمیٹی بھی رہے۔ آپ کی یادگار منفرد علمی اور مذہبی مجلہ ضیائے حرم بڑی کامیابی سے نکل رہا ہے۔

مفتی محمد حسین نعیمی : بانی جامعہ نعیمیہ، لاہور۔ آپ کی یادگار ماہنامہ ''عرفات'' ہے، جو آج بھی جامعہ نعیمیہ سے کامیابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی: آپ کی بے مثال تفسیر گیارہ جلد میں پہلے گیارہ پاروں کی تفسیر ہے، جو تفسیرِ نعیمی کے نام سے دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ درجِ ذیل تصانیف یادگار ہیں:

علم المیراث، جاء الحق، شانِ حبیب الرحمٰن، سلطنتِ مصطفیٰ، دیوانِ سالک، علم القرآن، اسرارالاحکام، مراۃ شرح مشکوٰۃ (۸جلد)، نور العرفان (کنزالایمان پر علمی انداز سے مختصر حواشی)، نعیم الباری شرح بخاری، مواعظ نعیمیہ، فتاویٰ نعیمیہ، اسلامی زندگی وغیرہ۔(17)

مفتی غلام معین الدین نعیمی: مصنف حیاتِ صدرالافاضل، مدیر ماہنامہ سوادِ اعظم، لاہور۔

مفتی محمد امین الدین، کامونکی

مولانا غلام فخرالدین گانگوری، شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم، میانوالی۔(18)

قیامِ پاکستان کے بعد:

قیام پاکستان کے بعد آپ 1948ء میں سید محمد محدث کچھوچھوی، مفتی محمد عمر نعیمی اور مفتی غلام معین الدین نعیمی کے ساتھ ہوائی جہاز سے پہلے لاہور آئے، علماء و زعماء سے ملے اور پاکستان کے اسلامی دستور کے متعلق گفتگو کی۔ پھر اس مقصد کے لیے کراچی گئے، بالآخر طے پایا کہ صدرالافاضل دستور پاکستان کا خاکہ مرتب فرمائیں جو اسمبلی سے منظور کرایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مراد آباد جا کر مرتب کر کے بھیج دوں گا مگر کراچی میں ہی سخت علیل ہو گئے، چنانچہ لاہور ہوتے ہوئے مراد آباد چلے گئے اور علالت میں چند دفعات ہی مرتب کی تھیں کہ 23/اکتوبر 1948ء بروز جمعۃ المبارک کی شب خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آخری آرام گاہ جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی مسجد کے بائیں گوشہ میں بنائی گئی۔(19)

تصانیف:

صدرالافاضل نے بے پناہ تدریسی، علمی، دینی اور سیاسی مصروفیات کے باوجود تصانیف کا ایک قابل قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ تفسیر خزائن العرفان: اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن پر قابل قدر حاشیہ۔(20)

مفتی محمد عمر نعیمی لکھتے ہیں کہ آپ کی تصانیف میں مشہور تر اور اعظم خزائن العرفان (حاشیہ و مختصر جامع تفسیر قرآن ہے)۔(21)

پروفیسر عبدالقیوم لکھتے ہیں کہ......آپ نے خزائن العرفان کے نام سے قرآن

کریم کی ایک عمدہ تفسیر لکھی ہے۔(22)

۲۔ اطیب البیان ۳۔ الکلمۃ العلیاء (اثبات علم غیب میں محققانہ وفاضلانہ تصنیف)

۴۔ سیرتِ صحابہؓ ۵۔ سوانح کربلا

۶۔ التحقیقات لدفع التلبیسات ۷۔ کتاب العقائد

۸۔ زادالحرمین (حج وزیارت کے مسائل) ۹۔ آداب الاخیار

۱۰۔ کشف الحجاب (ایصالِ ثواب کے موضوع پر) ۱۱۔ اسواط العذاب (23)

۱۲۔ فرائدالنور فی جرائدالقبور ۱۳۔ ریاض نعیم

۱۴۔ گلبنِ غریب نواز

۱۵۔ احقاقِ حق (قرآن کریم پر ستھیارتھ پرکاش کے اعتراضات کا مسکت جواب)

۱۶۔ تبرکات/افادات صدرالافاضل (مجموعہ فتاویٰ)

۱۷۔ پراچین کال ۱۸۔ القول السدید

۱۹۔ ابتدائی۔(24) ۲۰۔ ترکِ موالات۔(25)

تفسیر خزائن العرفان کی امتیازی خصوصیات

سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے اردو ترجمہ قرآن کے حاشیے پر خزائن العرفان کے نام سے یہ تفسیر لکھی ہے جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت جامع ہے اور اس کے مؤلف کے فضل وکمال کی آئینہ دار ہے۔

پروفیسر اشتیاق طالب لکھتے ہیں کہ:

''اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' پر مولانا سید محمد نعیم مرادآبادی نے جو تفسیری حاشیہ ''خزائن العرفان'' تحریر کیا ہے وہ خود ایک بہت اہم کارنامہ ہے اس تفسیری حاشیہ سے مولانا موصوف کی ذہانت، معلومات، علمی بصیرت، زبان وبیان کی شگفتگی ورعنائی، لسانی مسائل سے آگہی اور رموزِ قرآنی سے گہری واقفیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے''۔(26)

پرفیسر اشتیاق صاحب کا مندرجہ بالا تجزیہ نہایت جامع اور مبنی برحقیقت ہے، اس میں انہوں نے خزائن العرفان کی چیدہ چیدہ خصوصیات نہایت اختصار سے بتائی ہیں، جن سے ایک حسین تصویر ذہن ودل پر مرتسم ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں مولانا فضل القدیر ندوی رقم طراز ہیں:

''خزائن العرفان میں کوئی بات بے حوالہ نہیں کہی گئی ہے۔ اگر حدیث کا حوالہ ہے تو اس میں یہ التزام رکھا گیا کہ وہ صحاح کی ہو۔ اگر تاریخ وسیرت کا حوالہ ہے تو وہ اساطین کتب سے ماخوذ ہو، اگر فقہی اشارہ ہے تو فقہ حنفی کی مستند کتابوں سے مقتبس ہو، یعنی تحقیقی سائنس کے تمام وسائل اور مسلمہ اصولوں کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے بے لاگ مطالعے سے ثابت ہوجائے گا کہ یہ سارے اہتمامات کیے گئے ہیں''۔(27)

مولانا ندوی نے درج بالا اقتباس میں خزائن العرفان کی استنادی حیثیت کو واضح کیا ہے کہ صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی نے اپنی تفسیر میں معتبر ومعتمد کتب سے ہی استفادہ کیا ہے خواہ وہ کتب تفسیر ہوں، خواہ احادیث یا شروح احادیث ہوں، یا فقہی کتب ہوں، تاہم ذیل میں اس تفسیر کی امتیازی خصوصیات درج کی جارہی ہیں۔

نمبر 1۔ تفسیر القرآن بالقرآن

قرآن مجید کی تفسیر کا پہلا اصول یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن مجید سے ہی کی جائے۔(28)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اصح الطریق أن یفسر القرآن بالقرآن فما اجمل فی مکان فانه قد بسط فی موضع آخر ۔(29)

ترجمہ: ''تفسیر کا سب سے صحیح طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن ہی کی مدد سے کی جائے کیونکہ جو چیز کسی جگہ مختصراً بیان ہوئی ہے وہ دوسری جگہ تفصیل سے بیان ہوگئی ہے۔''

اس بارے میں سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں:

من اراد تفسیر القرآن طلبه أولا منه فما اجمل منه فی مکان فقد فسر فی موضع آخر وما اختصر فی مکان فقد بسط فی موضع آخر. (30)

''جو تفسیر قرآن کا ارادہ کرے تو سب سے پہلے وہ قرآن ہی سے تفسیر کرے۔ پس اگر کسی جگہ مجمل بیان ہے تو دوسری جگہ اس کی تفسیر مل جاتی ہے اور اگر ایک جگہ اختصار سے کام لیا گیا ہے تو کسی دوسری جگہ اس کی تفصیل دی گئی ہے۔''

یہی بات علامہ سیوطی نے بھی تحریر کی ہے۔(31)

صدرالا فاضل مولانا سید محمد نعیم الدین نے مندرجہ بالا اصول کو بطریق احسن اپناتے ہوئے جا بجا اس کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر تحریر کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

ا۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 225 کے تحت لکھتے ہیں:

''ولا یحیطون بشئی من علمه الا بماشآء''. (32)

ترجمہ: ''اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اور جن کو وہ مطلع فرمائے وہ انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں جن کو غیب پر مطلع فرمانا ان کی نبوت کی دلیل ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا: فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول ''۔(33)

درجِ بالا اقتباس میں صدرالا فاضل نے آیت کی تفسیر دوسری آیت ہی سے کی ہے۔

۲. زین للناس حب الشهوات .... الخ (34)

ترجمہ: ''لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت''۔

اس آیت کی تفسیر اس طرح تحریر کرتے ہیں:

''تا کہ شہوت پرستوں اور خدا پرستوں کے درمیان فرق و امتیاز ظاہر ہو۔

جیسا کہ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

اناجعلنا ما علی الارض زینة لها لنبلوهم ایهم احسن عملا''.(35)

۳. ویوم نبعث فی کل امة شهیدا علیهم من انفسهم و جئنابك

شهیدا علی هؤلاء. (36)

ترجمہ: ''اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گروہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے''۔

اس آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں:

''یہ گواہ انبیاء ہوں گے جو اپنی اپنی امتوں پر گواہی دیں گے اور آپ کو ان امتوں اور ان کے شاہدوں پر جو انبیاء ہوں گے (گواہ بنا کر لائیں گے)۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوا:

فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید و جئنا بك علی هؤلاء شهیدا''. (37)

درج بالا امثلہ میں آپ نے دیکھا کہ فاضل مفسر نے کس حسن وخوبی سے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول کو نبھایا ہے اور آیت قرآنیہ کی تفسیر دوسری آیت قرآن سے ہی کی ہے جو آپ کے وسیع مطالعہ قرآن کی دلیل ہے۔

نمبر 2: تفسیر القرآن بالحدیث:

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین نے تفسیر قرآن میں حدیث رسول ﷺ کو بھی ماخذ بنایا ہے اور اکثر مقامات پر قرآنی آیت کی تفسیر حدیث مبارکہ سے کی ہے گویا کہ آپ حدیث نبوی کی حجیت کے علمبردار ہیں۔ علماء کرام نے سنت نبوی کو تفسیر کا دوسرا ماخذ شمار کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''اگر قرآن کی تفسیر قرآن سے ہی نہ کر سکو تو سنت کی طرف رجوع کرو جو قرآن مجید کی شرح وتفسیر کرتی ہے۔'' (38)

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

فان اعیدك ذلك فعلیك بالسنة فانها شارحة للقرآن و موضحة له (39)

ترجمہ: ''پس اگر تفسیر قرآن نہ ہو سکے تو تم پر سنت لازم ہے، کیونکہ یہ قرآن مجید کی شارح اور وضاحت کرنے والی ہے۔''

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

''پھر اگر یہ بات (تفسیر قرآن بالقرآن) مفسر کو تفسیر کرنے سے عاجز بنادے تو اسے لازم ہے کہ قرآن کی تفسیر کو سنت (صحیحہ) سے تلاش کرے کیونکہ سنت قرآن کی شارح اور اسے واضح کرنے والی ہے''۔(40)

پتا چلا کہ اگر مفسر قرآن کی تفسیر خود قرآن سے نہ کر سکے تو سنت سے اس کی وضاحت کرے۔ حضرت صدرالافاضلؒ اس اصول پر بھی پوری طرح کاربند نظر آتے ہیں۔

مولانا ندوی لکھتے ہیں: ''خزائن العرفان میں کوئی بات بے حوالہ نہیں کہی گئی ہے، اگر حدیث کا حوالہ ہے تو یہ التزام رکھا گیا ہے کہ وہ صحاح کی ہو''۔(41)

اس سلسلے میں درج ذیل مثالیں ملاحظہ کیجئے:

١. وقال ربکم ادعونی استجب لکم. (42)

ترجمہ: ''اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا''۔

اس آیت کی تفسیر میں حدیث مبارکہ درج کی ہے۔

''آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے حدیث شریف میں ہے: الدعا ھو العبادۃ (ابوداؤد، ترمذی) اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو، میں تمہیں ثواب دوں گا''۔(43)

٢۔ دوسری مثال ملاحظہ کیجئے:

الھٰکم التکاثر. (44)

ترجمہ: ''تمہیں غافل رکھا، مال کی طلبی نے''۔

اس کی تفسیر یوں تحریر کرتے ہیں:

''یعنی موت کے وقت تک حرص تمہارے دامن گیر خاطر رہی۔ حدیث شریف میں ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا، مردے کے ساتھ تین ہوتے ہیں، دو لوٹ آتے ہیں ایک اس کے ساتھ رہ جاتا ہے ایک مال، ایک اس کے اہل واقارب، ایک

اس کا عمل۔اس کا عمل ساتھ رہ جاتا ہے،باقی دونوں واپس ہوجاتے ہیں“(45)

نمبر 3: اقوال و آثار صحابہ سے تفسیر:

تفسیر قرآن کا تیسرا ماخذ صحابہ کرامؓ کے اقوال و آثار ہیں علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ قرآن میں ایسی نادر عبارات کی کمی نہیں جنہیں صرف منقول اقوال اور ماثور روایات کی مدد سے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔(46)

اس سلسلے میں صحابہ کرامؓ کے اقوال کے بارے میں لکھتے ہیں کہ تفسیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو بھی منقول ہے وہ آراء سے مقدم ہے۔(47)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اذ لم نجد التفسير في القرآن ولا في السنة رجعنا
في ذالك الى اقوال الصحابة. (48)

ترجمہ: ”جب ہمیں تفسیر قرآن وسنت میں نہ ملے تو ہمیں اقوالِ صحابہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے“۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

”اگر سنت سے بھی تفسیر کا پتا نہ ملے تو اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے اس لیے کہ بے شک وہ لوگ قرآن مجید کے بہت بڑے جاننے والے ہیں۔یوں کہ انہوں نے تمام قرائن واحوال قرآن مجید کے نزول کے وقت دیکھے تھے اور یوں بھی وہ لوگ کامل سمجھ، صحیح علم اور علم صالح کی صفات سے خاص تھے اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے کہ جو صحابی وحی اور تنزیل کے دیکھے تھے ان کی تفسیر حدیث مرفوع کے حکم میں داخل ہے“۔(49)

درج بالا اقوال کی روشنی میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال وآثار سے کی جائے تو مستند سمجھی جائی گی لہٰذا مفسر مذکور نے اپنی تفسیر میں جابجا اقوال صحابہ سے استشہاد کیا ہے۔درج ذیل مثالیں اس کا ثبوت ہیں:

۱. النار یعرضون علیھا غدوا و عشیا. (50)

ترجمہ: ''آگ جس پر صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں''۔

اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس میں جلائے جاتے ہیں، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا فرعونیوں کی روحیں سیاہ پرندوں کے قالب میں ہر روز مرتبہ صبح وشام آگ پر پیش کی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ آگ تمہارا مقام ہے اور قیامت تک ان کے ساتھ یہی معمول رہے گا''۔(51)

۲. وسبح بحمد ربك بالعشی والابکار. (52)

ترجمہ: ''اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح وشام اس کی پاکی بولو''۔

اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مداومت رکھو اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس سے پانچوں نمازیں مراد ہیں''۔(53)

درج بالا آیات کی تفسیر میں صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین نے اقوال صحابہ سے استشہاد کیا ہے اور آیات قرآنیہ کے مفہوم کو واضح کیا ہے۔

نمبر 4: اقوالِ تابعین سے تفسیر:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرچشمہ نبوت سے براہ راست اکتساب فیض کرتے ہوئے اپنے قلوب واذہان کو نورِ علم وایقان سے آراستہ ومزین کیا، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ علمی ورثہ تابعین عظام علیہم الرحمتہ کو پہنچا۔ گویا تابعین کرام کا علم بھی علوم نبوت کا ہی فیضان ہے۔ اسی لیے مفسرینِ کرام نے قرآنِ مجید کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جہاں احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ کرام سے استفادہ کیا ہے، وہاں ساتھ ہی اقوال تابعین کرام کی روشنی میں بھی تفسیر قرآن بیان کی ہے۔ اسی لیے علماء کرام نے اقوال تابعین کرام کی استنادی وتشریحی اہمیت کے پیش نظر مفسر کے لیے ان کی معرفت کو ضروری قرار دیا ہے۔

چنانچہ شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''غرض کہنے کی یہ ہے کہ تابعین نے تفسیر بھی اسی طرح صحابہ کرام سے حاصل کی ہے جس طرح علم سنت ان سے پایا ہے، تابعین کرام نے استدلال واستنباط کی راہ سے جس طرح بعض سنتوں پر گفتگو کی ہے، اسی طرح کسی تفسیر میں بھی وہ گفتگو کرتے ہیں۔'' (54)

نیز تابعین میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے پوری تفسیر صحابہ کرام سے حاصل کی تھی۔ اس لیے سفیان ثوری فرماتے تھے:

اذا جاء ك تفسير مجاهد حسبك به. (55)

ترجمہ: ''جب تمہارے پاس مجاہد سے منقول تفسیر آجائے تو وہ کافی ہے''۔

ان کے علاوہ تابعین کرام میں سے مشہور مفسرین میں عطاء بن ابی رباح، عکرمہ، طاؤس، سعید بن جبیر، زید بن اسلم اوران کے بیٹے عبدالرحمٰن وغیرہم کے نام شمار کیے جاتے ہیں۔ (56)

ان کے علاوہ مالک بن انس، حسن بصری، عطاء خراسانی، محمد بن کعب القرظی، ابوالعالیہ، ضحاک، قتادہ، مرد ہمدانی اور ابو مالک ہیں۔ (57) علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اگر تفسیر قرآن مجید، سنت اور اقوال صحابہ سے نہ ہو سکے تو:

فقد رجع كثير من ا لائمة فى ذلك الى اقوال التابعين. (58)

ترجمہ: ''بے شک کثیر ائمہ کرام نے سلسلے میں اقوالِ تابعین کی طرف رجوع کیا ہے''۔

صدرالافاضل نے بھی اپنی تفسیر میں جابجا اقوالِ تابعین عظام سے استدلال کیا ہے۔ درجِ ذیل امثلہ ملاحظہ کیجئے:

۱. ولاتر كنو ا الى الذين ظلموا فتمسكم النا ر...الخ (59)

ترجمہ: ''اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی''۔

اس آیت کی تفسیر میں تابعین کرام کے اقوال یوں درج کیے ہیں:

''ابوالعالیہ نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ ظالموں کے اعمال سے راضی نہ ہو، سعدی

نے کہاان کے ساتھ مداہنت نہ کرو، قتادہ نے کہا مشرکین سے نہ ملو"۔(60)

۲. سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود. (61)

ترجمہ: "ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے، سجدوں کے نشان سے"۔

اس کی تفسیر میں درج ذیل قول لاتے ہیں:

"عطاءؒ کا قول ہے کہ شب کی دراز نمازوں سے ان کے چہروں پر نور نمایاں ہوتا ہے"۔(62)

۳. الذین کفروا و صدوا عن سبیل اللہ اَضَلَّ اعمالھم. (63)

ترجمہ: "جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا، اللہ نے ان کے عمل برباد کر دیئے"۔

اس آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے:

"ضحاکؒ کا قول ہے کہ مراد یہ ہے کفار نے سید عالم ﷺ کے لیے جو مکر سوچے تھے اور حیلے بنائے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ تمام کام باطل کر دیئے"۔(64)

٤. ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب ....الخ (65)

ترجمہ: "بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو"۔

اس کی تفسیر میں درجِ ذیل قول درج کیا ہے:

"دل دانا شبلی قدس سرہ نے فرمایا کہ قرآنی نصائح سے فیض حاصل کرنے کے لیے قلب حاضر چاہیے، جس میں طرفۃ العین کے لیے بھی غفلت نہ آئے"(66)

۵. ورفعنا لک ذکرک (67)

ترجمہ: "اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا"۔

اس آیت کے تحت درج ذیل قول لاتے ہیں:

"قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند کیا، ہر خطیب ہر تشہد پڑھنے والا اشھد ان لا الہ الا اللہ کے ساتھ اشھد ان محمد الرسول اللہ پکارتا ہے"۔(68)

درج بالا سطور میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فاضل مفسر نے کس طرح آیات

قرآنیہ کی تفسیر اقوال تابعین کی مدد سے کی ہے۔ تابعین کرام کے بے شمار اقوال اس تفسیر میں بجا بجا نظر آتے ہیں، جس سے ایک طرف تو تابعین کرام کے اقوال کی مدد سے تفسیر نگاری کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے تو دوسری طرف اقوال تابعین کا ایک بڑا ذخیرہ فاضل مفسر نے اس تفسیر میں محفوظ کر دیا ہے۔

نمبر 5: شانِ نزول:

ایک مفسر کے لیے قرآنی آیات کا سبب نزول جاننا بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر بعض آیات کی تفسیر اور معنی و مفہوم سمجھنے میں خاصی مشکل پیش آتی ہے۔ علامہ سیوطی کہتے ہیں کہ سبب نزول ہی کے ذریعہ سے آیت کے وہ معنی معلوم ہوا کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ آیت نازل کی گئی ہے۔(69)

فاضل مفسر نہ صرف بقدر ضرورت شان نزول بیان کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات ایک کے بجائے متعدد اسبابِ نزول ذکر کرتے ہیں، اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اسباب نزول میں متعدد قصوں کو نقل کرنے کی گنجائش ہے جس کو یہ نکتہ ہو تو مختلف اسباب نزول کا حل ادنیٰ تامل اور تھوڑی سی توجہ سے کر سکتا ہے۔(70)

علامہ محمد علی صابونی اسباب نزول کی اہمیت اس طرح اجاگر کرتے ہیں:

ان بعض الآیات لا یمکن فهمها او معرفة احکامها
الا علی ضوء سبب النزول. (71)

ترجمہ: ”بے شک بعض آیات کا مفہوم اور ان کے احکام کی معرفت سبب نزول کی روشنی کے بغیر ممکن نہیں“۔

صدر الا فاضل سبب نزول کی اسی اہمیت کے پیش نظر اپنی تفسیر میں بکثرت مقامات پر آیات کا سبب نزول تحریر کرتے ہیں مندرجہ ذیل مثالیں اس کا ثبوت ہیں:

۱. قل للذین امنوا یغفروا للذین لا یرجون ایام الله. (72)

ترجمہ: ”ایمان والوں سے فرماؤ درگزر کریں ان سے جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے“۔

اس آیت کے تحت درج ذیل متعدد شان نزول ذکر کرتے ہیں:

(۱) غزوۂ بنی مصطلق میں مسلمان بیر مریسیع پر اترے یہ ایک کنواں تھا عبداللہ بن ابی نے اپنے غلام کو پانی کے لیے بھیجا، وہ دیر میں آیا تو اس سے وجہ پوچھی، اس نے کہا حضرت عمر کنویں کے کنارے پر بیٹھے تھے، جب نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق کی مشکیں نہ بھر گئیں، کسی کو پانی نہ لینے دیا۔ یہ سن کر اس بد بخت نے ان حضرات کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو تلوار نکال لی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲) مقاتل کا قول ہے کہ ایک شخص نے مکہ مکرمہ میں حضرت عمر کو گالی دی تو آپ نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) ایک قول یہ ہے کہ جب آیت ''من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا'' نازل ہوئی تو فنحاص یہودی نے کہا کہ محمد ﷺ کا رب محتاج ہو گیا معاذ اللہ تعالیٰ، اسے سن کر حضرت عمر نے تلوار کھینچی اور اس کی تلاش میں نکلے۔ حضور اکرم ﷺ نے آدمی بھیج کر انہیں واپس بلا لیا۔(73)

نمبر 6: فضائل و شان رسالت کا بیان:

صدرالافاضل کی ساری زندگی عشق و محبت رسول اکرم ﷺ سے عبادت ہے۔ آپ کی ساری زندگی آریہ عیسائیوں اور نام نہاد بے ادب مسلمان علماء سے حضور اکرم ﷺ کی شان و رفعت کے دفاع میں مناظرے کرتے گزر گئی جونہی کسی نے سرکار دو عالم ﷺ کے حوالے سے کوئی غیر محتاط روش اپنائی یا گستاخی کا محتمل لفظ منہ سے نکالا، آپ کی رگ حمیت پھڑک اٹھتی فوراً اس کو چیلنج کر کے دعوت مناظرہ دیتے اور ہمیشہ کامیاب و کامران رہے۔(74)

تفسیر زیر تبصرہ میں بھی حضور اکرم ﷺ کی شان اور فضائل و کمالات نبوت بیان کرتے ہوئے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ ان کا دل پسند موضوع ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل سطور میں ان کے قلم کی جولانیاں قابل رشک و مطالعہ ہیں۔

۱. قل انما انابشر مثلکم. (75)

ترجمہ: تم فرماؤ آدمی ہونے میں تو میں تم جیسا ہوں۔

اس آیت کے تحت شان رسالت یوں بیان کرتے ہیں:

سید عالم ﷺ کا بلحاظ ظاہر انا بشر مثلکم فرمانا حکمت وہدایت وارشاد کے لیے بطریق تواضع ہے اور جو کلمات تواضع کے لیے کہے جائیں وہ تواضع کرنے والے کے علو منصب کی دلیل ہوتے ہیں، چھوٹوں کا ان کلمات کو ان کی شان میں کہنا یا اس سے برابری ڈھونڈھنا ترک ادب اور گستاخی ہوتا ہے تو کسی امتی کو روا نہیں کہ وہ حضور علیہ السلام سے مماثل ہونے کا دعویٰ کرے، یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ آپ کی بشریت بھی سب سے اعلیٰ ہے۔ ہماری بشریت کو اس سے کچھ نسبت نہیں۔(76)

۲. و قیلہ یرب ان ھؤ لاء قوم لا یومنون. (77)

ترجمہ: "اور مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے"۔

اس کی تفسیر میں درج ذیل نفیس انداز ملاحظہ کیجئے:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا حضور سید عالم ﷺ کے قول مبارک کی قسم فرمانا، حضور ﷺ کے اکرام اور حضور کی دعا والتجا کے احترام کا اظہار ہے۔(78)

۳. ولو نشاء لاء ینکھم فلعرفتھم بسیمھم لتعرفنھم فی لحن القول واللہ یعلم اعمالکم. (79)

ترجمہ: اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو اور ضرور تم انہیں بات کے اسلوب میں پہچان لوگے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول کریم ﷺ سے کوئی منافق مخفی نہ رہا، آپ سب کو ان کی صورت سے پہچانتے تھے، چنانچہ اس کے بعد جو منافق لب ہلاتا تھا، حضور ﷺ اس کے نفاق کو اس کی بات اور فحوائے کلام سے پہچان لیتے تھے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہت سے وجوہ علم عطا فرمائے ان میں سے صورت سے پہچاننا

بھی ہے اور بات سے پہچاننا بھی۔(80)

نمبر 7: فقہی مسائل کا استنباط:

ایک اچھے مفسر میں یہ صلاحیت بھی نہایت اہم ہے کہ وہ آیات قرآنیہ سے ثابت ہونے والے مسائل و فقہی احکام کا استنباط کر سکے۔ اس علم کو اصول فقہ کہتے ہیں۔

حریری لکھتے ہیں کہ اصول فقہ ہی وہ علم ہے۔ جس کی بناء پر آیات قرآنی سے مسائل و احکام کا استنباط کیا جا سکتا ہے نیز عموم و خصوص اطلاق و تقیید اور امر و نہی کا پتا بھی اسی علم کے ذریعہ چلتا ہے۔(81)

علامہ زبیدیؒ لکھتے ہیں کہ مفسر کے لیے اصول فقہ کا جاننا بھی ضروری ہے وہ لکھتے ہیں:

"اصول الفقه اذبه یعرف وجه الاستدلال علی الاحکام والاستنباط". (82)

ترجمہ: "اصول فقہ کے ذریعے احکام کے استدلال کی وجہ اور ان کا استنباط پہچانا جاتا ہے۔"

علم اصول فقہ کی اس اہمیت کے پیش نظر فاضل مفسر آیت قرآنیہ سے مسائل و احکام کا استنباط کرتے ہیں اور تفسیر مذکور میں ہمیں جگہ جگہ اس کی نظیریں ملتی ہیں مثلاً:

۱. یاایھاالذین امنو اطیعوا الله واطیعوا الرسول ولاتبطلو اعمالکم (83)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو"۔

اس آیت سے درج ذیل حکم فقہی کا استنباط کرتے ہیں:

مسئلہ: اس آیت میں عمل کے باطل کرنے کی ممانعت فرمائی گئی تو آدمی جو عمل شروع کرے خواہ وہ نفل ہی ہو نماز یا روزہ یا اور کوئی عمل، لازم ہے کہ اس کو باطل نہ کرے۔(84)

۲. قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ. (85)

ترجمہ: "تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت"۔

اس آیت سے درج ذیل مسائل کا استنباط کرتے ہیں:

مسئلہ: اہل قرابت سے کون کون مراد ہیں اس میں کئی قول ہیں ایک تو یہ کہ مراد اس سے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حسنین کریمین رضی اللہ عنہم ہیں ایک قول ہے کہ آل علی و آل عقیل

وآل جعفر وآل عباس مراد ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ حضور کے وہ اقرب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے،اور وہ مخلصین بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب ہیں حضور کی ازواج مطہرات حضور کے اہل بیت میں داخل ہیں۔

مسئلہ: حضور سید عالم ﷺ کی محبت اور حضور کے اقارب کی محبت دین کے فرائض میں سے ہے۔(86)

نمبر 8: مکی اور مدنی آیات وسورہ کی وضاحت:

مکی اور مدنی سورتوں اور آیات کی پہچان بھی تفسیر قرآن بیان کرنے کے لیے انتہائی اہم ہے۔علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

"حامل قرآن کو مکی اور مدنی سورتوں کی پہچان بھی ہونی چاہیے تاکہ اسلام کے ابتدائی دور کی آیات اور آخری دور کی آیات کی تعلیمات میں فرق کرسکے اور اسے یہ پتا بھی چل سکے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ابتدائی دور میں کون سی چیزیں فرض کیں اور بعد میں ان میں کیا تبدیلی کی، اکثر مدنی احکام مکی احکام کے ناسخ ہیں"۔(87)

صدرالافاضل نے اپنی تفسیر میں اس اصول کا بطور خاص اہتمام کیا ہے،عام مفسرین صرف سورت کے آغاز میں یہ لکھ دیتے ہیں کہ یہ سورۃ مکی ہے یا مدنی اور بس لیکن صدالافاضل کے حوالے سے یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ وہ نہ صرف سورت کی مکی یا مدنی حیثیت متعین کرتے ہیں بلکہ اگر کسی مکی سورۃ میں کوئی آیت یا آیات مدنی ہوں یا مدنی سورۃ میں ایسا واقع ہو تو وہ اس کی وضاحت بھی آغاز سورت میں ہی کردیتے ہیں مثلاً:

۱۔ سورۂ حج کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سورۂ حج بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما ومجاہد مکیہ ہے،سوائے چھ آتیوں کے جو ھذان خصمٰن سے شروع ہوتی ہیں"۔(88)

۲۔ دوسری مثال ملاحظہ ہو:

سورۃ قصص مکیہ ہے سوائے چار آیتوں کے جو الذین اتینٰھم الکتب سے

شروع ہوکر لاتبتغی الجاهلین پر ختم ہوتی ہیں اوراس سورت میں ایک آیت ان الذی فرض ایسی ہے جومکہ مکرمہ اور مدنیہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی۔(89)

۳۔ سورۂ ھود کے بارے میں وضاحت کرتے ہیں:

''سورۂ ھود مکیہ حسن وعکرمہ وغیرہم مفسرین نے فرمایا کہ آیت و اقم الصلوة طرفی النهار کے سوا باقی تمام سورۃ مکیہ ہے۔مقاتل نے کہا کہ آیت فلعلك تارك اور اولئك یومنون به اور ان الحسنات یذهبن السیئات کے علاوہ تمام سورۃ مکی ہے۔''(90)

درج بالا امثلہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مفسر مذکور اس فن میں کس قدر مہارت کے حامل ہیں کہ ایک ایک آیت کی تصریح کردی ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے مگر فلاں آیت مدنی ہے، ورنہ یہ چیز عام مفسرین کے ہاں بالکل نظر نہیں آتی۔ نیز یہ اس بات کی بھی عکاسی کرتی ہے کہ فاضل مفسر کا مطالعہ قرآن کس قدر وسیع وعمیق ہے۔

نمبر 9: مفرد الفاظ کی وضاحت:

ایک مفسر کے لیے لغت عرب کے مفردات کا علم بھی ناگزیر ہے۔علامہ صابونی لکھتے ہیں:

"اللغة ضروری للمفسر اذ کیف یمکن فهم الآیة بدون معرفة المفردات "(91)

ترجمہ: ''علم لغت مفسر کے لیے ضروری ہے اس لیے کہ آیت کا مفہوم مفردات کے بغیر کیسے ممکن ہے''۔

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین اس صفت سے پوری طرح متصف ہیں آپ نے جابجا اپنی تفسیر میں مفرد الفاظ کے معنی کی وضاحت کی ہے مثلاً:

۱۔ ''درایت'' کہتے ہیں اندازے اور قیاس سے جاننے کو جیسا کہ مفردات راغب اور ردالمختار میں ہے۔(92)

۲۔ ''اجتباء ''یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی بندے کو برگزیدہ کرلینا یعنی چن لینا۔اس کے

معنی یہ ہیں کہ کسی بندے کو فیض ربانی کے ساتھ مخصوص کرے جس سے اس کو طرح طرح کے کرامات وکمالات بے سعی ومحنت حاصل ہوں۔ یہ مرتبہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے اور ان کی بدولت ان کے مقربین صدیقین شہدا وصالحین بھی اس نعمت سے سرفراز کیے جاتے ہیں۔(93)

۳۔ ''غیب'' وہ ہے جو حواس وعقل سے بدیہی طور پر معلوم نہ ہوسکے۔(94)

۴۔ ''عبادت'' وہ غایت تعظیم ہے، جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کی الوہیت کے اعتقاد واعتراف کے ساتھ بجالائے۔(95)

۵۔ ''فاسق'' شرع میں اس نافرمان کو کہتے ہیں جو کبیرہ کا مرتکب ہو۔(96)

مندرجہ بالا مثالوں میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ فاضل مفسرؒ نے کس طرح مشکل الفاظ کی وضاحت بیان کی ہے جس سے قاری کے لیے مفہوم سمجھنے میں بہت آسانی پیدا ہوگئی ہے اور یہ آپ کی لغت عربیہ میں مہارت کا بھی واضح ثبوت ہے۔

نمبر 10: متعدد اقوال وروایات میں تطبیق وترجیح:

فاضل مفسر آیات مبارکہ کی تفسیر میں متعدد مختلف اقوال و روایات درج کرتے ہیں اور مختلف نقطہ ہائے نگاہ کو سامنے لاتے ہیں پھر اس کے بعد ان روایات واقوال میں یا تو تطبیق دیتے ہیں یا ان میں سے کسی کو راجح یا مرجوح قرار دیتے ہیں یہ بھی علم تفسیر میں آپ کی بالغ نظری کی دلیل ہے مثلاً:

(۱) ''عصر'' زمانہ کو کہتے ہیں اور زمانہ چونکہ عجائبات پر مشتمل ہے اس میں احوال کا تغیر وتبدل ناظر کے لیے عبرت کا سبب ہوتا ہے اور یہ چیزیں خالق وحکیم کی قدرت وحکمت اور اسکی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں اس لیے ہوسکتا ہے کہ زمانہ کی قسم مراد ہو۔

(۲) اور عصر اس وقت کو بھی کہتے ہیں جو غروب سے قبل ہوتا ہے ہوسکتا ہے کہ خاسر کے حق میں اس وقت کی قسم یاد فرمائی جائے جیسا کہ رابح کے حق میں ضحیٰ یعنی چاشت کی قسم ذکر فرمائی گئی۔

(۳) اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عصر سے نماز عصر مراد ہوسکتی ہے جو دن کی عبادتوں میں

سب سے پچھلی عبادت ہے۔

(۴) اور سب سے لذیذ اور راجح تفسیر وہی ہے جو حضرت مترجم قدس سرہ (فاضل بریلوی) نے اختیار فرمائی کہ زمانہ سے مخصوص زمانہ سید عالم ﷺ کا مراد ہے جو بڑی خیر و برکت کا زمانہ اور تمام زمانوں میں سب سے زیادہ فضیلت وشرف والا ہے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے زمانہ مبارک کی قسم یاد فرمائی جیسا کہ لا اقسم بھذا البلد میں حضور ﷺ کے مسکن ومکان کی قسم یاد فرمائی ہے اور جیسا کہ لعمرك میں آپ کی عمر شریف کی قسم یاد فرمائی اور اس میں شان محبوبیت کا اظہار ہے۔(97)

۱۔ سورۂ فلق مدنیہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکیہ ہے (الاول اصح)۔(98)

۲. ثم دنی فتدلی. (99)

ترجمہ: ''پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا''۔

اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں: اس کے معنی میں بھی مفسرین کے کئی قول ہیں:

۱۔ ایک قول یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام کا حضور اکرم ﷺ سے قریب ہونا مراد ہے کہ وہ اپنی اصلی صورت دکھا دینے کے بعد حضور ﷺ کے قرب میں حاضر ہوئے۔

۲۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ سید عالم ﷺ حضرت حق کے قرب سے مشرف ہوئے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہی صحیح تر ہے۔(100)

نمبر 11: اعجاز قرآن کا بیان:

قرآن مجید حضور اکرم ﷺ کا اعظم معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک موجود رہے گا۔ اس کی تدوین اس کی لغت وقرأت کی حفاظت اس کی زبان و بیان اس کے کائناتی حقائق اس کی پیش گوئیاں غرض ہر چیز میں قدرت کا اعجاز نظر آتا ہے، اس لیے مفسرین کرام نے اس پہلو سے خصوصی اعتناء برتا ہے۔ حضرت صدرالافاضل نے بھی اس پہلو پر بھرپور روشنی ڈالی ہے اور اپنی تفسیر میں اسے خوب خوب اجاگر کیا ہے مثلاً:

۱. اللہ یستھزی بھم ....الخ (101)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ان سے استہزاء فرماتا ہے''۔

اس کی تفسیر میں فصاحت و بلاغت کے اعجاز قرآنی کو یوں بیان کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ استہزاء اور تمام نقائص و عیوب سے منزہ و پاک ہے، یہاں جزاء استہزاء کو استہزاء فرمایا گیا تا کہ خوب دل نشین ہو جائے کہ یہ سزا اس نا کردنی فعل کی ہے، ایسے موقع پر جزا کو اسی فعل سے تعبیر کرنا آئین فصاحت ہے جیسے جزاء سیئۃ سیئۃ میں کمال حسن بیان یہ ہے کہ اس جملہ کو جملۂ سابقہ پر معطوف نہ فرمایا کیونکہ وہاں استہزاء حقیقی معنی میں تھا۔(102)

۲. ولقد نعلم انهم يقولون انما يعلمه بشر. (103)

ترجمہ: ''اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے''۔

اس کی تفسیر میں اعجاز قرآن کو یوں واضح کرتے ہیں:

''قرآن کریم کی حلاوت اور اس کے علوم کی نورانیت جب قلوب کی تسخیر کرنے لگی تو کفار نے طرح طرح کے افتراء اٹھانے شروع کر دیے، انہی میں سے ایک مکر یہ بھی تھا فلاں عجمی غلام سید عالم ﷺ کو قرآن سکھاتا ہے''۔

اس کے رد میں یہ آیت اتری اور فرمایا کہ جس غلام کی طرف نسبت کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے ایسا کلام بنانا اس کے لیے تو کیا امکان میں ہوتا تمہارے فصحاء و بلغاء جن کی زبان دانی پر عرب کو فخر و ناز ہے وہ سب کے سب حیران ہیں اور چند جملے قرآن کی مثل بنانا انہیں محال اور ان کی قدرت سے باہر ہے خدا کی قدرت کہ اس غلام کو بھی کلام الٰہی کے اعجاز نے تسخیر کیا اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہوا۔(104)

۳. وقال الذين كفروا لو لا نزل عليه القران جملة واحدة . (105)

ترجمہ: ''اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا''۔

اس آیت کے تحت اعجاز قرآن کا بیان ملاحظہ فرمائیں:

''اور جیسے کہ توریت و انجیل و زبور میں سے ہر ایک کتاب ایک ساتھ اتری تھی۔ کفار کا یہ اعتراض بالکل فضول اور مہمل ہے کیونکہ قرآن مجید کا معجزہ اور محتج نہ ہونا ہر حال میں یکساں ہے چاہے یکبارگی نازل ہو یا بتدریج بلکہ بتدریج

نازل فرمانے میں اس کے اعجاز کا اور بھی کامل اظہار ہے کہ جب ایک آیت نازل ہوئی اور تحدید کی گئی اور خلق کا اس کے مثل بنانے سے عاجز ہونا ظاہر ہوا۔ پھر دوسری اتری اسی طرح اس کا اعجاز ظاہر ہوا، اس طرح برابر آیت آیت ہو کر قرآن پاک نازل ہوتا رہا اور ہر ہر دم اس کی بے مثالی اور خلق کی عاجزی ظاہر ہوتی رہی''۔(106)

نمبر 12: مذاہب باطلہ کا رد:

حضرت صدرالافاضل کی ولادت ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء میں ہوئی ۔ (107) ہندوستان میں یہ دور مذہبی آویزشوں اور مناظروں کا دور ہے کبھی تو ہندو پنڈت اور آریہ سماجی اور کبھی عیسائی پادری اسلام پر اعتراضات کر رہے تھے، نیز خود مسلمانوں میں بھی ایک مکتب فکر ایسا معرض وجود میں آ چکا تھا جو معتزلہ کی ترجمانی کرتے ہوئے ہر چیز کو عقل نارسا کی کسوٹی پر پرکھ کر اس کے رد و قبول کا معیار قائم کر رہا تھا۔ اس ماحول میں ایک طرف تو حضرت صدرالافاضل نے ان تمام لوگوں سے مناظرے کر کے انہیں شکست فاش دی اور دوسری طرف اپنی تحریروں کے ذریعے مسلک حق اہلسنّت و جماعت کے عقائد و معمولات کا دفاع کیا اور دین اسلام کی حقانیت ثابت کر دی۔(108)

اسی پس منظر میں تفسیر خزائن العرفان لکھی گئی، لہٰذا اس میں بھی جابجا آپ نے مخالفین اسلام و مسلمین کا نقلی اور عقلی انداز میں رد بلیغ کیا ہے، درج ذیل مثالیں ملاحظہ ہوں:

۱. واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انومن کما امن السفھآء. (109)

''اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو برا کہنا اہل باطل کا قدیم طریقہ ہے۔ آج کل کے باطل فرقے بھی قدیم بزرگوں کو برا کہتے ہیں روافض خلفائے راشدین اور بہت صحابہ کو خوارج حضرت علی اور ان کے رفقاء کو مرزائی انبیاء سابقین تک کو قرآنی (چکڑالوی) صحابہ اور محدثین کو نیچری تمام اکابرین کو برا کہتے اور زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب گمراہی میں ہیں''۔(110)

۲. وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر. (111)

ترجمہ: ''اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے''۔

اس آیت کے تحت ''فائدہ'' کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''بعضے گمراہ فرقے جو تناسخ کے قائل ہیں، اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ چھوٹے بچوں کو جو تکلیف پہنچی ہے وہ ان کے گناہوں کا نتیجہ ہے اور ابھی تک ان سے کوئی گناہ ہوا نہیں تو ثابت ہوا کہ اس زندگی سے پہلے کوئی اور زندگی ہو جس میں گناہ ہوتے ہوں، یہ باطل ہے کیونکہ بچے اس کے مخاطب ہی نہیں جیسا کہ بالعموم تمام خطاب بالغین عاقلین کو ہوتے ہیں پس تناسخ والوں کا استدلال باطل ہوا''۔(112)

نمبر 13: مسلک احناف کی ترجمانی:

حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین حنفی مسلک پر کاربند تھے اور اپنی تفسیر میں جا بجا حنفی مسلک کی ہی ترجمانی کی ہے۔ اس تفسیر میں اگرچہ بعض دوسرے ائمہ فقہاء کے اقوال بھی درج کیے ہیں لیکن ترجیح مسلک احناف کو ہی دی ہے اس طرح یہ تفسیر مسلک امام ابوحنیفہ کی ترجمان اور نمائندہ تفسیر ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں دیکھیے:

۱. لیشهدوا منافع لهم و یذکروا اسم الله فی ایام معلومت .... الخ (113)

ترجمہ: ''تا کہ وہ اپنا فائدہ پائیں اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں''۔

اس آیت کے تحت مسلک احناف یوں بیان کرتے ہیں:

''جانے ہوئے دنوں سے ذی الحجہ کا عشرہ مراد ہے جیسا کہ حضرت علی، ابن عباس و حسن و قتادہ کا قول ہے اور یہی مذہب ہے ہمارے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اور صاحبین کے نزدیک جانے ہوئے دنوں سے ایام نحر مراد ہیں یہ قول ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا''۔(114)

۲. او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال ....الخ (115)

ترجمہ: ''یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں''۔

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

مسئلہ: ائمہ حنفیہ کے نزدیک خصی اور عنین حرمت نظر میں اجنبی کا حکم رکھتے ہیں۔(116)

۳. والذین لم یبلغوا الحکم .... الخ(117)

ترجمہ: ''اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے''۔

''سن بلوغ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لڑکے کے لیے اٹھارہ سال لڑکی کے لیے سترہ سال اور عام علماء کے نزدیک لڑکے اور لڑکی دونوں کے لیے پندرہ سال ہے''۔(118)

نمبر 14: مسائل تصوف:

سید نعیم الدین صوفی منش عالم دین تھے۔ تصوف کا ذوق رکھتے تھے۔ اکثر اہل اللہ سے شرفِ زیارت و ملاقات رہتا تھا، یہ رنگ آپ کی تفسیر میں بھی نمایاں ہے آپ نہ صرف صوفیاء کرام کے اقوال ذکر کرتے ہیں بلکہ صوفیانہ نکات و اشارات بھی اپنی تفسیر میں درج کرتے ہیں مثلاً:

۱. ان فی ذلك لذکری لمن کان له قلب ..... الخ (119)

ترجمہ: ''بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو''۔

''دل دانا شبلی قدس سرہ نے فرمایا کہ قرآنی نصائح سے فیض حاصل کرنے کے لیے قلب حاضر چاہیے جس میں طرفۃ العین کے لیے بھی غفلت نہ آئے''۔(120)

۲. ولا یؤذن لهم فیعتذرون (121)

ترجمہ: ''اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عفو کریں''۔

اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

''جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو عذر ہی کیا ہے جس نے نعمت دینے

والے سے روگردانی کی۔ اس کی نعمتوں کو جھٹلایا اس کے احسانوں کی ناسپاہی کی۔"(122)

۳. واذکر ربك اذا نسیت......الخ (123)

ترجمہ: "اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے"۔

اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

"بعض عارفین نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ اپنے رب کو یاد کر جب تو اپنے آپ کو بھول جائے کیونکہ ذکر کا کمال یہی ہے کہ ذاکر مذکور میں فنا ہو جائے"۔(124)

نمبر 15: عصمت انبیاء کرام (علیہم السلام)

صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین اہلسنّت کے عقائد کے ترجمان ہیں اور علماء اہلسنّت انبیاء کرام علیہم السلام کو قبل از اعلان نبوت بھی گناہوں سے معصوم ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ چنانچہ جہاں کہیں بھی انبیاء کرام کا ذکر آتا ہے۔ صدرالافاضل ہر ہر پہلو سے ان کی خلقی و خلقی عظمت کو بیان کرتے ہیں اور ان کی رفعت شان کے علمبردار نظر آتے ہیں مثلاً:

۱. ولقد همت به وهم بها لو لا ان رابرهان ربه. (125)

ترجمہ: "اور بے شک عورت نے ارادہ کیا اس کا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا"۔

اس آیت کے تحت ارقام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے نفوس طاہرہ کو اخلاق ذمیمہ و افعال رذیلہ سے پاک پیدا کیا ہے اور اخلاف شریفہ طاہرہ مقدسہ پر ان کی خلقت فرمائی ہے اس لیے وہ ہر نا کردنی فعل سے باز رہتے ہیں۔"(126)

۲. ووجدك ضآلا فهدیٰ. (127)

ترجمہ: "اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"۔

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

مسئلہ: ''انبیاء کرام علیہم السلام سب معصوم ہوتے ہیں نبوت سے قبل بھی نبوت کے بعد بھی اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کے ہمیشہ سے عارف ہوتے ہیں''۔(128)

نمبر16: نحوی مسائل:

صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین نحوی مسائل پر بھی عبور رکھتے ہیں اس علم کے بغیر قرآن مجید کی تفسیر ممکن ہی نہیں کیونکہ عبارت قرآنی کی تفہیم وتشریح اس کے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔اس سلسلے میں شیخ مناع القطان لکھتے ہیں:

والمعانی تختلف باختلاف الاعراب ومن هنا مست الحاجة الی اعتبار علم النحو.(129)

ترجمہ: ''اور اعراب کے اختلاف کی وجہ سے معانی میں ہوجاتا ہے اس لیے علم نحو سے واقفیت بھی ضروری ہے۔''

علامہ مشتاق احمد چشتی نے بھی مفسر کی شرائط میں نحو کو لازمی قرار دیا ہے۔(130)

مندرجہ بالا اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مفسر کے لیے علم نحو کے مسائل سے واقفیت نہایت ضروری ہے اور صدرالافاضل اس وصف سے بھی پوری طرح متصف ہیں۔درج ذیل مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

١. الذین یومنون بالغیب ......الخ (131)

ترجمہ: ''وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں''۔

اس آیت کے تحت نحوی تحقیق اس طرح ارقام فرماتے ہیں:

''غیب معنی مصدری میں رکھا جائے اور غیب کا صلہ مومن بہ قرار دیا جائے یا باء کو متلبسین محذوف کے متعلق کر کے حال قرار دیا جائے تو پہلی صورت میں آیت کے یہ معنی ہوں گے جو بے دیکھے ایمان لائیں،جیسا حضرت مترجم قدس سرہ نے ترجمہ کیا ہے دوسری صورت میں معنی یہ ہوں گے جو مومن کے پس

غیبت ایمان لائیں یعنی منافقوں کی طرح نہیں بلکہ مخلص ہوں اور غائب حاضر ہر حال میں مومن رہیں۔" (132)

۲. ینساء النبی من یات منکن بفاحشه مبینة ....الخ (133)

ترجمہ: "اے نبی کی بیبیو جو تم صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے"۔

اس آیت کے تحت "فاحشہ" کی تحلیل نحوی یوں کرتے ہیں:

"لفظ فاحشہ جب معرفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے زنا اور لواطت مراد ہوتی ہے اور اگر نکرہ غیرہ موصوفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے تمام گناہ مراد ہوتے ہیں اور جب موصوف ہو کر وارد ہو تو اس سے شوہر کی نافرمانی اور فساد معشرت مراد ہوتا ہے اس آیت میں نکرہ موصوفہ ہے، اسی لیے اس میں شوہر کی اطاعت میں کوتاہی اور کج خلقی مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، جمل وغیرہ"۔ (134)

نمبر 17: ناسخ ومنسوخ:

ناسخ ومنسوخ کا علم قرآن مجید کے احکام کو سمجھنے کے لیے نہایت اہمیت کا حامل ہے جس سے کوئی بھی مفسر مستغنی نہیں ہو سکتا اس سلسلے میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ علم ناسخ ومنسوخ اس لیے ضروری ہے تاکہ محکم آیات کو ان کے ماسوا سے الگ معلوم کیا جا سکے۔ (135)

صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین نے بھی اپنی تفسیر میں ناسخ ومنسوخ آیات کے بیان کا خاص اہتمام رکھا ہے۔

۱. فارتقب انهم مرتقبون (136)

ترجمہ: "تو تم انتظار کرو وہ بھی کسی انتظار میں ہیں"۔

اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

قیل هذه الایة منسوخته بآیة السیف. (137)

ترجمہ: "کہا گیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت جہاد سے"۔

۲. قل للذین امنو ا یغفرو للذین لایرجون ایام الله ....الخ (138)

ترجمہ: ''ایمان والوں سے فرماؤ درگزر کریں ان سے جو اللہ کے دونوں کی امید نہیں رکھتے۔''

اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

وقیل ان هذه الآیة منسوخة بآیة القتال (139)

ترجمہ: ''اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت قتال سے''۔

۳. ویسئلونك ماذا ینفقون قل العفو. (140)

''تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے''۔

لکھتے ہیں کہ یہ حکم آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہو گیا۔(141)

نمبر 18: اختلافِ قرأت:

مفسر قرآن کے لیے مختلف لہجات اور مختلف قرأتوں کا جاننا بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ ہر قرأت کے لحاظ سے الفاظ قرآنی مختلف احتمالات کے حامل ہیں اور قرأت ہی سے کسی ایک احتمال کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

''قرآن کے ساتھ نطق کی کیفیت اسی علم کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے اور قرأتوں ہی کے وسیلہ سے اجتمالی وجوہ میں سے بعض کو بعض پر ترجیح ملتی ہے''۔(142)

اس کی اہمیت پر مولانا سعید احمد اکبرآبادی یوں روشنی ڈالتے ہیں:

''فہم قرآن کے لیے ضروری ہے کہ ان تمام لہجوں اور آوازوں سے واقفیت پیدا کی جائے جو نزول قرآن کے وقت عرب میں مستعمل تھے ورنہ گمراہی کا سبب ہو سکتا ہے''۔(143)

علامہ صابونی نے بھی معرفۃ علم القرأت کو مفسر کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔(144)

درج بالا علماء کرام کے اقوال سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مختلف قرأتوں کا علم مفسر کے لیے بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ سید نعیم الدین اس وصف سے پوری طرح متصف ہیں۔ آپ نے متعدد جگہ اختلاف قرأت کو درج کیا ہے اگرچہ آپ نے اس کا زیادہ

اہتمام نہیں کیا تاہم چند مثالیں اس فن میں آپ کی مہارت کی گواہی دیتی ہیں مثلاً:

۱. واشهدوا اذا تبايعتم ولا يضآر كاتب ولا شهيد .... الخ (145)

ترجمہ: ''اور جب خرید وفروخت کرو تو گواہ کرلو اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے اور نہ گواہ کو''۔

اس آیت کے تحت اختلاف قرأت یوں بیان کرتے ہیں:

''یضار'' میں دو احتمال ہیں مجہول و معروف ہونے کے قرأت ابن عباس رضی اللہ عنہما اوّل کی اور قرأت عمر رضی اللہ عنہ ثانی کی موید ہے پہلی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ اہل معاملہ کاتبوں اور گواہوں کو ضرر نہ پہچائیں دوسری تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ کاتب وشاھد اہل معاملہ کو نقصان نہ پہنچائیں۔(146)

۲. لقد جاء كم رسول من انفسكم ...... الخ (147)

ترجمہ: ''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں وہ رسول ﷺ''۔

اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

''اور ایک قرأت میں انفسكم بفتح فا آیا ہے اس کے معنی ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف و افضل''۔(148)

۳. يا ايها الذين امنو الا تد خلوا بيو تا غير بيو تكم حتى تستانسوا و تسلموا على اهلها. (149)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو''۔

اس آیت میں اختلاف قرأت یوں واضح کرتے ہیں:

''حدیث شریف میں ہے کہ سلام کو کلام پر مقدم کرو، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے ان کی قرأت یوں ہے؛ حتى تسلموا على اهلها و تستاذنوا ''۔(150)

درج بالا مثالوں میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قرأتوں کے اختلاف سے آیت

قرآنی کے مفہوم میں کتنی تبدیلی آجاتی ہے اس لیے یہ علم مفسر کے لیے ضروری ہے۔

نمبر 19: حکمت تشریع:

قرآن مجید کتاب حکمت ہے اس کی ہر آیت ہر لفظ بے شمار اسرار و حکم کا مخزن ہے اور مفسرین کرام نے خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید اس پہلو سے بھی خاص اعتناء برتا ہے دور حاضر کے مفسر علامہ محمد علی صابونی (شام) نے بھی اپنی تفسیر روائع البیان میں اس پہلو پر بطور خاص روشنی ڈالی ہے علامہ نعیم الدین مراد آبادی نے بھی اپنی تفسیر میں بہت سے مقامات پر اس پہلو پر بھرپور توجہ دی ہے مثال:

۱. والوالدات یرضعن اولادھن .....الخ (151)

ترجمہ: ''اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو''۔

اس آیت کے تحت تفسیر اور حکمت آیات اس طرح ارقام فرماتے ہیں:

''بیان طلاق کے بعد یہ سوال طبعاً سامنے آتا ہے کہ اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا اس لیے یہ قرین حکمت ہے کہ بچہ کی پرورش کے متعلق ماں باپ پر جو احکام ہیں وہ اس موقع پر بیان فرمائے جائیں لہٰذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا''۔(152)

۲. والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج. (153)

ترجمہ: ''اور جو تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لیے وصیت کر جائیں سال بھر تک نان نفقہ دینے کی، بغیر نکالے''۔

اس آیت کے تحت حکمت آیات یوں بیان فرماتے ہیں:

''حکمت اس کی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارہ ہی نہ کرتے اور اس کو عار سمجھتے تھے اس لیے اگر ایک دم چار ماہ دس دن کی عدت مقرر کر دی جاتی تو یہ ان پر بہت شاق ہوتی لہٰذا بتدریج

انہیں راہ پر لایا گیا"۔(154)

۳. واحل اللہ البیع و حرم الربوا. (155)

ترجمہ: "اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود"۔

اس آیت کے تحت حرمت سود کی حکمت یوں بیان فرماتے ہیں:

"سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں۔ بعض یہ ہیں: اول یہ کہ، سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے۔ دوم، سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خور کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ سوم، سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ چہارم، سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے"۔(156)

نمبر 20: اندازِ تفسیر:

تفسیر کی تین اقسام ہیں۔ تفسیر بالروایہ (ماثور) تفسیر بالدرایہ (بالرائے) اور تفسیر بالاشارہ (اشاری)۔(157) تفسیر خزائن العرفان قسم اول یعنی تفسیر بالماثور میں آتی ہے یعنی وہ تفسیر جس میں قرآن مجید کی تفسیر قرآن سے یا سنت نبویہ سے یا صحابہ کرامؓ وتابعین عظام سے منقول روایات سے ہوتی ہے۔

صدر الافاضل کی تفسیر زیادہ تر تفسیر بالماثور ہے، اگرچہ اس میں آپ نے جابجا عقلی اور منطقی انداز سے دلائل بھی دیے ہیں لیکن بلاشبہ احادیث وآثار کا بہت بڑا ذخیرہ بھی اس کی زینت بنا ہوا ہے اس طرح یہ تفسیر روایت دونوں انداز کی جامع ہے۔

چنانچہ علامہ چشتی لکھتے ہیں:

"خزائن العرفان پر تفسیر ماثورہ کا رنگ غالب ہے، کہیں کہیں تفسیر بالمعقول کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔" (158)

خزائن العرفان کے اہم ماخذ

سید نعیم الدین نے اپنی تفسیر میں مفسرین کرام محدثین عظام اور فقہاء اسلام کی کتب کے علاوہ کتب سے اقوال وآراء یا اقتباسات نقل کرتے ہیں تو اس کا حوالہ ضرور ذکر کرتے ہیں، اس بات کا اہتمام انہوں نے پوری تفسیر میں کیا ہے یہ ان کی علمی امانت داری کا منہ بولتا ثبوت ہے اور بلاشبہ یہ خزائن العرفان کی امتیازی خصوصیت ہے۔ راقم السطور نے یہ مناسب سمجھا کہ ان مراجع ومصادر کا ذکر کردیا جائے جن سے حضرت صدرالافاضل نے اپنی تفسیر میں استشہاد واستدلال کیا ہے اور ان پر اعتماد کیا ہے ان میں سے اہم ترین ماخذ مراجع درج ذیل ہیں:

تفاسیر:

☆......ابوجعفر محمد بن جریر طبری (م۔310ھ)، جامع البیان،

☆......ابومنصور محمد ماتریدی (م۔339ھ)، تفسیر ماتریدی،

☆......ابوبکر الجصاص احمد بن علی (م۔370ھ)، احکام القرآن،

☆......ابواسحٰق احمد ثعلبی (م۔427ھ)، الکشف،

☆......فخر الدین رازی (م۔606ھ)، مفاتیح الغیب،

☆......شیخ روزبہان بن ابونصر بقلی (م۔606ھ)، عرائس البیان،

☆......محمد بن احمد قرطبی (م۔671ھ)، الجامع لاحکام القرآن

☆......عبداللہ بن عمر بیضاوی (م۔685ھ)، انوار التنزیل،

☆......عبداللہ بن احمد نسفی (م۔710ھ)، مدارک التنزیل،

☆......حسن بن محمد نیشاپوری (م۔728ھ)، غرائب القرآن،

☆......علی بن محمد خازن (م۔741ھ)، لباب التاویل،
☆......اسماعیل بن کثیر (م۔774ھ)، تفسیر القرآن العظیم،
☆......حسین واعظ کاشفی (م۔910ھ)، تفسیر حسینی،
☆......جلال الدین سیوطی (م۔911ھ)، تفسیر جلالین،
☆......ابو سعود محمد بن محمد (م۔982ھ): ارشاد العقل السلیم،
☆......شیخ احمد ملا جیون (م۔1130ھ) تفسیر احمدی،
☆......محمد اسماعیل حقی (م۔1137ھ)، روح البیان،
☆......شاہ عبدالعزیز دہلوی (م۔1239ھ)، تفسیر عزیزی،
☆......محمود آلوسی (م۔1270ھ)، روح المعانی، ودیگر کتب تفسیر

احادیث:

☆......صحاح ستہ
☆......امام مالک (م۔179ھ): موطا،
☆......امام حاکم (م۔405ھ): المستدرک،
☆......ابوبکر احمد بیہقی (م۔458ھ): سنن الکبریٰ،

شروح حدیث:

☆......حافظ احمد بن حجر (م۔852ھ)، فتح الباری،
☆......ملا علی قاری (م۔1014ھ)، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ،
☆......عبدالحق محدث دہلوی (م۔1052ھ): اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ

سیرت طیبہ:

☆......قاضی عیاض (م۔544ھ): الشفاء،
☆......احمد بن محمد قسطلانی (م۔923ھ): المواھب اللدنیہ،
☆......ملا علی قاری (م۔1014ھ): شرح شفاء۔

کتبِ فقہ:

☆......عثمان بن عبدالرحمٰن (م۔643ھ)،فتاویٰ ابن الصلاح،

☆......سید احمد طحطاوی (م۔1233ھ)،حاشیہ علی درمختار،

☆......سید محمد امین المعروف بابن عابدین شامی (م۔1252ھ): ردالمختار

تصوف:

☆......محی الدین ابن عربی (م۔638ھ)، کبریت احمر

علوم القرآن:

☆......علی بن احمد الواحدی (م۔468ھ)،اسباب النزول،

☆......جلال الدین سیوطی (م۔911ھ)،لباب النقول،

☆......حسین بن محمد راغب اصفہانی (م۔505ھ): المفردات،

☆......اسماء الرجال:

☆......محمد ابن سعد (م۔230ھ): طبقات الکبیر،

☆......شمس الدین محمد ذہبی (م۔740ھ): میزان الاعتدال،

☆......مجدالدین فروزآبادی (م۔827ھ)،القاموس المحیط

مندرجہ بالا مصادر و مراجع پر نظر ڈالنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مولف تفسیر صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے کس قدر محنت اور عرق ریزی سے اس تفسیر کو لکھا ہے۔ مصادر کی یہ مختلف النوع فہرست اس کی وسعت ظرفی، کشادہ دلی، وسیع النظری اور وسعت مطالعہ کی آئینہ دار ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ اندازہ لگانا بھی مشکل نہیں کہ تفسیر خزائن العرفان کا علمی مرتبہ کس قدر بلند اور استنادی حیثیت کتنی مستحکم ہے۔

☆......☆......☆

حوالہ جات

1) اشتیاق طالب، پروفیسر: سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، رضا اکیڈمی، چاہ میراں لاہور، س ن، ص 5-3

2) اظہر، ظہور احمد، ڈاکٹر: بریلوی: مقالہ در اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ط اول، 1389ھ/1969ء، ص 485

3) اشتیاق طالب: کتاب مذکور: ص 6-5

4) شرف قادری، عبدالحکیم: عظمتوں کے پاسبان، الممتاز پبلی کیشنز، لاہور، ط اول، 2000ء، ص 309

5) اشتیاق طالب: کتاب مذکور: ص 6

6) (۱) حوالہ سابق، ص 7
(۲) نعیمی، محمد عمر، مفتی: سید نعیم الدین مراد آبادی، مقالہ در معارفِ رضا، شمارہ ہشتم 1988ء ص 197

7) شرف قادری: کتاب مذکور: ص 307

8) حوالہ سابق: ص 308

9) حوالہ سابق: ص 310

10) ظہور احمد، ڈاکٹر: حوالہ مذکورہ: ص 485

11) مسعود احمد، ڈاکٹر: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 2002ء، ص 52-51

12) حوالہ سابق: ص 53-52

13) حوالہ سابق: ص 53

14) حوالہ سابق: ص 54

15) نعیمی، غلام معین الدین: حیاتِ صدرالافاضل، فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور، 2000ء، ص 186

16) مسعود احمد، ڈاکٹر: کتاب مذکور: ص 53

17) حوالہ سابق: ص 51-50

18) شرف قادری: کتاب مذکور: ص 316

19) حوالہ سابق: ص 315

20) حوالہ سابق: ص 316

21) نعیمی، محمد عمر، مفتی: حوالہ مذکور: ص 208

22) مسعود احمد، ڈاکٹر: کتاب مذکور: ص 56

23) شرف قادری: کتاب مذکور: ص 316

24) نعیمی، محمد عمر، مفتی: حوالہ مذکور: ص 208

25) سعیدی، غلام رسول، مقالاتِ سعیدی، فرید بکسٹال اردو بازار لاہور، 2000ء، ص 471
26) اشتیاق طالب، پروفیسر: حوالہ مذکور: ص 33
27) ندوی، فضل القدیر: کنزالایمان وخزائن العرفان، مقالہ در معارفِ رضا، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی، پاکستان: شمارہ نمبر 14، 1415ھ/1994ء، ص 40-41
28) ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم: (م۔728ھ): اصولِ تفسیر، المکتبہ السّلفیہ، لاہور، 2001ء ص 58
29) ابن کثیر، اسماعیل، ابوالفدا، حافظ: (م۔744ھ): تفسیر القرآن العظیم، دارالمفید، بیروت، ط اول، 1403ھ/1983ء، ج 1، مقدمہ، ص 4
30) زبیدی، محمد مرتضی، سید: (م 1205ھ): اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 1414ھ/1994ء، ج 4، ص 537
31) سیوطی، جلال الدین: (م۔911ھ): الاتقان فی علوم القرآن، مکتبۃ العلم، اردو بازار، لاہور، س ن، ج 2، ص 296
32) البقرہ: 255
33) مرادآبادی، محمد نعیم الدین، سید: (م۔1367ھ) تفسیر خزائن العرفان، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، ص 63
34) آلِ عمران: 14
35) تفسیر زیرِ تبصرہ: ص 75
36) النحل: 89
37) تفسیر زیرِ تبصرہ: ص 401
38) ابن تیمیہ: اصولِ تفسیر، ص 58
39) ابن کثیر: حوالہ مذکور
40) سیوطی: الاتقان: ج 2، ص 396
41) ندوی: فضل القدیر، محولہ بالا، ص 40
42) المومن: 60
43) تفسیر زیرِ تبصرہ: ص 685
44) التکاثر: 1
45) تفسیر زیرِ تبصرہ: ص 685
46) قرطبی، محمد بن احمد، ابوعبداللہ (م۔671ھ): الجامع لاحکام القرآن، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ط اول، 2004ء، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر اکرام الحق یٰسین، ج 1 مقدمہ، ص 86
47) حوالہ سابق: ص 88
48) ابن کثیر: حوالہ مذکور: ص 5
49) سیوطی: کتاب مذکور، ج 2، ص 396

50) المومن:46

51) تفسیر زیر تبصرہ:ص683

52) المومن:55

53) تفسیر زیر تبصرہ:ص684

54) ابن تیمیہ:اصول تفسیر،ص15

55) ابن کثیر،اسماعیل،حافظ:(773ھ):تفسیر القرآن العظیم،دار المفید،بیروت،ص5

56) حریری،غلام احمد،پروفیسر:تاریخ تفسیر ومفسرین،ملک سنز پبلشرز،فیصل آباد،فیصل آباد،ط چہارم،1989ء،ص244

57) سیوطی:الاتقان فی علوم القرآن،ج2،ص428

58) ابن کثیر:تفسیر مذکور،ص5

59) القرآن الکریم:سورہ ھود:113

60) تفسیر زیر تبصرہ:ص338

61) القرآن الکریم:سورۃ الفتح:29

62) تفسیر زیر تبصرہ:ص744

63) القرآن الکریم:سورہ محمد:1

64) تفسیر زیر تبصرہ:ص733

65) القرآن الکریم:سورہ ق27

66) تفسیر زیر تبصرہ:ص752

67) القرآن الکریم:سورہ انشراح:4

68) تفسیر زیر تبصرہ:ص871

69) سیوطی:کتاب مذکور:ج2،ص409

70) دہلوی،شاہ ولی اللہ(م۔1176ھ):الفوز الکبیر،ادارہ اسلامیات،انارکلی،لاہور،1982ء،ص77

71) صابونی،محمد علی:التبیان فی علوم القرآن،مکتبہ رحمانیہ،اردو بازار،لاہور،س ن،ص24

72) الجاثیہ:14

73) تفسیر زیر تبصرہ:ص722

74) نعیمی،غلام معین الدین:حیات صدر الافاضل،فرید بکسٹال،اردو بازار،لاہور،1421ھ/2000ء،طبع اول،ص49-50

75) حٰم السجدہ:6

76) تفسیر زیر تبصرہ:ص33

77) الزخرف:89

78) تفسیرزیرتبصرہ:ص717
79) سورۂ محمد:30
80) تفسیرزیرتبصرہ:ص37
81) حریری،غلام احمد،پروفیسر: تاریخ تفسیرومفسرین،ملک سنز پبلشرز،فیصل آباد،فیصل آباد،ط چہارم، 1989ء،ص244
82) زبیدی: کتاب مذکور،ج4،ص541
83) محمد:33
84) تفسیرزیرتبصرہ:ص738
85) الشوریٰ:23
86) تفسیرزیرتبصرہ،ص703
87) قرطبی:تفسیر مذکور:ج1،مقدمہ،ص57-58
88) تفسیرزیرتبصرہ:ص480
89) حوالہ سابق:ص557
90) حوالہ سابق:ص320
91) صابونی،کتاب مذکور،ص219
92) تفسیرزیرتبصرہ:ص479
93) حوالہ سابق:ص341
94) حوالہ سابق:ص4
95) حوالہ سابق:ص80
96) حوالہ سابق:ص9
97) حوالہ سابق:ص875
98) حوالہ سابق:ص879
99) النجم:8
100) تفسیرزیرتبصرہ:ص760
101) البقرہ:15
102) تفسیرزیرتبصرہ:ص7
103) النحل:103
104) تفسیرزیرتبصرہ:ص404
105) الفرقان:32
106) تفسیرزیرتبصرہ:ص524

107) اظہر، ظہور احمد، ڈاکٹر، پروفیسر: حوالہ مذکور: ص485
108) قادری، عبدالحکیم شرف: حوالہ مذکور: ص307-308
109) البقرۃ:12
110) تفسیر زیر تبصرہ: ص6
111) الشوریٰ:30
112) تفسیر زیر تبصرہ: ص704
113) الحج:28
114) تفسیر زیر تبصرہ: ص485-486
115) النور:31
116) تفسیر زیر تبصرہ: ص512
117) النور:58
118) تفسیر زیر تبصرہ: ص518
119) ق:37
120) تفسیر زیر تبصرہ: ص752
121) المرسلات:36
122) تفسیر زیر تبصرہ: ص846
123) الکھف:24
124) تفسیر زیر تبصرہ: ص429
125) یوسف:24
126) تفسیر زیر تبصرہ: ص344
127) الضحیٰ:7
128) تفسیر زیر تبصرہ: ص870
129) مناع القطان، شیخ: مباحث فی علوم القرآن، مکتبہ محمدیہ چک 109/7-R، چیچہ وطنی، ضلع ساہیوال، س ن، ص331
130) چشتی، مشتاق احمد: علم تفسیر اور مفسرین، مکتبہ مہریہ کاظمیہ، انوار العلوم، ملتان، جون 1993ء، ص37
131) البقرہ:3
132) تفسیر زیر تبصرہ: ص4
133) الاحزاب:30
134) تفسیر زیر تبصرہ: ص611
135) سیوطی: کتاب مذکور: ج2، ص409

136)دخان:59
137) تفسیر زیرِ تبصرہ:ص721
138)جاثیہ:14
139) تفسیر زیرِ تبصرہ:ص722
140)البقرہ:219
141) تفسیر زیرِ تبصرہ:ص52
142)سیوطی: کتاب مذکور:ج2،ص409
143)اکبرآبادی،سعیداحمد،فہم قرآن،مولانا سعیداحمد اکبرآبادی اکیڈمی، ناظم آباد، کراچی،س ن،ص39
144)صابونی: کتابِ مذکور:ص219
145)البقرہ:282
146) تفسیر زیرِ تبصرہ:ص71
147)التوبہ:12
148) تفسیر زیرِ تبصرہ:ص300
149)النور:27
150) تفسیر زیرِ تبصرہ:ص511
151)البقرہ:132
152) تفسیر زیرِ تبصرہ:ص56
153)البقرہ:240
154) تفسیر زیرِ تبصرہ:ص58
155)البقرہ:275
156) تفسیر زیرِ تبصرہ:ص69
157)صابونی: کتابِ مذکور:ص90
158)چشتی: کتابِ مذکور:ص333

(10) علامہ سید احمد سعید کاظمی بحیثیت محدث (مطبوعہ ملتان، نوائے وقت جنگ، ماہنامہ السعید)

(11) عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا تصور۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

ضیائے حرم، صدارتی ایوارڈ یافتہ نمبر

(12) امام احمد رضا خان کا محدثانہ مقام — مطبوعہ نور حبیب۔ نوائے وقت

(13) فقیر خلیل احمد حیات و تعلیمات — مطبوعہ نوائے وقت ملتان

(14) امام ابوحنیفہ اور علمِ حدیث — مطبوعہ مجلّہ ''تحقیقات حدیث'' کراچی

(15) امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات — غیر مطبوعہ

(16) سیّدنا مہر علی شاہ اور تحریکِ ختم نبوت — مطبوعہ ضیائے حرم۔ مہر منیر، گولڑا شریف

(17) حضرت عثمان غنی۔ صبر کے پیکرِ جمیل — غیر مطبوعہ

(18) حضرت عثمان غنی کا نظام قضاء

(19) سیّد احمد سعید کاظمی۔ عظیم مفسر قرآن (مطبوعہ جنگ)

(20) علامہ سیّد احمد سعید کاظمیؒ علماء و مشائخ کی نظر میں

☆......**سلسلہ بیعت:** حضرت پیر سیّد افضل حسین شاہؒ

(سجادہ نشین امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری)

موجودہ خدمات: اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ کالج ملتان شریف

رابطہ نمبر: 0321-4115525 , 0301-7452567